از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 7 دسمبر 1955

چندی پرساد سنگھ
بنام
دی سٹیٹ آف اترپردیش۔

[ویوین بوس اور وینکٹارامااآئیر جسٹس صاحبان]

تین مختلف افراد سے کچھ رقم کے غلط استعمال کے لیے تشخیص کاروں کی مدد سے مجموعہ تعزیرات ہند 409 کے تحت جرم کے لیے سیشن جج کے سامنے مقدمہ چلائیں۔-اپیل کنندہ کو کمپنی کے سیکرٹری کے طور پر موصول ہوااور دفعہ A-477 کے تحت جرم کے لیے، ایک منٹ بک کو غلط ثابت کرنے کے مجموعہ تعزیرات ہند- تشخیص کاروں اور ججوں کے طور پر کام کرنے والے فیصلہ ساز کمیٹی-وہی افراد کی مدد سے-دونوں الزامات کے سلسلے میں قصوروار نہ ہونے کا فیصلہ-دفعہ A-477 کے تحت فیصلہ ساز کمیٹی کے فیصلے اور ضابطہ فوجداری کی دفعہ 307 کے تحت عدالت عالیہ کے حوالے سے اختلاف-دفعہ 409 کے تحت تشخیص کاروں کی رائے اور ملزم کی سزا سے اختلاف-عدالت عالیہ میں اپیل-اپیل اور حوالہ دونوں کو ایک ساتھ سنا گیا اور عدالت عالیہ کے ایک فیصلے کے ذریعے نمٹا دیا گیا- سیشن جج چاہے اس نے قانون کی کسی شق کی خلاف ورزی کی ہو یا اس نے اپنی طرح کام کرنے میں غیر قانونی کام کیا ہو۔-اپیل کنندہ کی حیثیت-چاہے وہ نوکر کا ہو یا ایجنٹ کا--نوکر اور ایجنٹ کے درمیان فرق-اپیل کنندہ پر دفعہ 409، مجموعہ تعزیرات ہند تحت تین جرائم اور دفعہ A-477 ، مجموعہ تعزیرات ہند تحت ایک جرم کا الزام عائد کیا گیا ہے۔-چاہے ضابطہ فوجداری کی دفعہ 234 کی خلاف ورزی ہو-ضابطہ فوجداری کی دفعہ 235-کا اطلاق۔

اپیل کنندہ پر سیشن جج نے دفعہ 409، مجموعہ تعزیرات ہند کے تحت حصص کی الاٹمنٹ کے مقصد سے تین مختلف افراد سے کمپنی کے فروغ دہندہ کے طور پر موصول ہونے والی کچھ رقم کا غلط استعمال کرنے کے جرم میں تشخیص کاروں کی مدد سے مقدمہ چلایا تھا اور کمپنی کی تشکیل کے بعد اسے کمپنی میں لانے سے گریز کیا گیا تھا، اور اسی سیشن جج کے ذریعے دفعہ 477-A، مجموعہ تعزیرات ہند کے تحت جرم کے لیے بھی، ایک منٹ بک کو غلط ثابت کرنے کے جرم کے لیے فیصلہ ساز کمیٹی کی مدد سے، وہی افراد جو تشخیص کار اور جج دونوں کے طور پر کام کر رہے تھے۔ انہوں نے دونوں الزامات کے سلسلے میں قصوروار نہ ہونے کا فیصلہ واپس کر دیا۔ سیشن جج نے دفعہ 477-A کے تحت فیصلہ ساز کمیٹی کے فیصلے سے اختلاف کرتے ہوئے مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 307 کے تحت معاملہ عدالت عالیہ کو بھیج دیا۔ دفعہ 409، مجموعہ تعزیرات ہند کے تحت الزام کے سلسلے میں تشخیص کاروں کی رائے سے بھی اختلاف کرتے ہوئے انہوں نے اپیل کنندہ کو مجرم قرار دیا اور اسے 4 سال کی قید بامشقت کی سزا سنائی۔ اس سزا کے خلاف اپیل کنندہ نے عدالت عالیہ میں اپیل کی۔ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 307 کے تحت حوالہ اور اپیل دونوں کی سماعت عدالت عالیہ نے ایک ساتھ کی جس نے دفعہ 409 کے تحت اپیل کنندہ کی سزا اور سیشن جج کی طرف سے منظور کردہ سزا کی تصدیق کی اور فیصلہ ساز کمیٹی کے فیصلے سے اختلاف کرتے ہوئے اسے دفعہ 477-A کے تحت مجرم قرار دیا اور اسے دو سال کی قید بامشقت کی سزا سنائی۔ سپریم کورٹ میں خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل پر:-

حکم ہوا کہ (i) یہ دلیل کہ جب سیشن جج فیصلہ ساز کمیٹی کے فیصلے اور تشخیص کاروں کی رائے سے متفق نہیں تھا، تو اسے ضابطہ فوجداری کی دفعہ 307 کے تحت پورا مقدمہ عدالت عالیہ کو بھیج دینا چاہیے تھا اور نہ کہ صرف اس کا وہ حصہ جو دفعہ 477-A کے تحت الزام سے متعلق ہے، مجموعہ تعزیرات ہند اختیار تھا کیونکہ سیشن جج نے قانون کی کسی شق کی خلاف ورزی نہیں کی تھی اور اس معاملے کا فیصلہ کرنے میں کوئی غیر قانونی کام نہیں کیا تھا جو دفعہ 409، مجموعہ تعزیرات ہند کے تحت الزام سے متعلق تھا۔ یہ صرف فیصلہ ساز کمیٹی کے ٹرائلز پر لاگو ہوتا ہے اور سیشن جج کو اس دفعہ کے تحت عدالت عالیہ کے فیصلے کے لیے تشخیص کاروں کی مدد سے زیر سماعت مقدمات کو بھیجنے کا کوئی اختیار نہیں تھا۔ موجودہ معاملے میں مزید حقیقت یہ تھی کہ دفعہ 409، مجموعہ تعزیرات ہند تحت سزا

کے خلاف اپیل اور دفعہ A-477 کے تحت الزام کے سلسلے میں ضابطہ فوجداری کی دفعہ 307 کے تحت حوالہ دونوں کو اسی فیصلے کے ذریعے نمٹادیا گیا۔

(ii) یہ دلیل کہ اپیل کنندہ کی اصل حیثیت ایک نوکر کی تھی نہ کہ کسی ایجنٹ کی اور یہ کہ اس پر مقدمہ دفعہ 409، مجموعہ تعزیرات ہند تحت نہیں بلکہ دفعہ 408 کے تحت چلایا جانا چاہیے تھا، مجموعہ تعزیرات ہند بھی طاقت کے بغیر تھا کیونکہ سوسائٹی کے سکریٹری کے طور پر اس کے فرائض کے پیش نظر اس کی حیثیت ایک ایجنٹ کی تھی نہ کہ نوکر کی۔ دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ نوکر مالک کے براہ راست کنٹرول اور نگرانی میں کام کرتا ہے، اور اپنے کام کے دوران اسے دیئے گئے تمام معقول احکامات کی تعمیل کرنے کا پابند ہوتا ہے۔ اگرچہ کوئی ایجنٹ اپنے اختیار کو ان تمام قانونی ہدایات کے مطابق استعمال کرنے کا پابند ہے جو اسے وقتاً فوقتاً اس کے مقرر کی طرف سے دی جاتی ہیں، لیکن اس کی مشق میں وہ مقرر کے براہ راست کنٹرول یا نگرانی کے تابع نہیں ہے۔

(iii) یہ دلیل کہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 234 کی خلاف ورزی ہوئی ہے کہ اپیل کنندہ پر دفعہ 409، مجموعہ تعزیرات ہند اور ایک دفعہ A-477 کے تحت تین جرائم کا الزام لگایا گیا تھا، یہ بھی بغیر کسی طاقت کے تھا کیونکہ معاملہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 235 کے تحت چلایا جاتا تھا کیونکہ دفعہ 409، مجموعہ تعزیرات ہند اور دفعہ A-477 ، مجموعہ تعزیرات ہند تحت کئی جرائم اسی کارروائیوں سے پیدا ہوئے اور اسی لین دین کا حصہ بنے۔

ایمپرر بنام ہریہ دھوبی، (اے آئی آر 1937 پٹنہ 662)، مندرجہ بچائے متھو کے معاملے میں، ([1932] آئی ایل آر 55 مدراس 715)، ایمپرر بنام لچھمن گنگوٹا، (اے آئی آر 1934 پٹنہ 424)، ایمپرر بنام کالی داس ([1898] 8 بمبئی ایل آر 599)، ایمپرر بنام وینکٹ سنگ ([1907] 9 بمبئی ایل آر 1057) اور ایمپرر بنام چنباسپا (اے آئی آر 1932 بمبئی 61)، کا حوالہ دیا گیا ہے۔

اپیلیٹ فوجداری کا دائرہ اختیار: فوجداری اپیل نمبر 143، سال 1954۔

فوجداری اپیل نمبر 112، سال 1953 میں الہ آباد عدالت عالیہ (لکھنؤ بنچ) کے 23 مارچ 1954 کے فیصلے اور حکم سے اجازت کے ذریعے اپیل پر، جو فوجداری حوالہ رجسٹر نمبر 15، سال

1953 سے منسلک ہے، جو 24 فروری 1953 کے سیشن ٹرائل نمبر 5، سال 1952 میں لکھنؤ کی سیشن عدالت فیصلے اور حکم سے پیدا ہوا تھا۔

بی بی تواکلے، (کے پی گپتا اور اے ڈی ماتھر اس کے ساتھ) اپیل کنندہ کے لیے۔

مدعاعلیہ کے لیے ایس پی سنہا (کے بی استھانہ اور سی پی لال ان کے ساتھ)۔

7.1955 دسمبر۔

عدالت کا فیصلہ وینکٹارامااآئیر جسٹس نے سنایا۔

یہ الہ آباد عدالت عالیہ کے اس فیصلے کے خلاف خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل ہے جس میں سیشن جج، لکھنؤ کے ذریعے اپیل کنندہ کو مجموعہ تعزیرات ہند 409 اور A-477 کے تحت سزا سنائی گئی ہے۔ 12-2-1949 پر ایک سوسائٹی جسے ماڈل ٹاؤن کوآپریٹو مکان نگ سوسائٹی لمیٹڈ کے نام سے جانا جاتا ہے، کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ (II، سال 1912) کی توضیعات کے تحت رجسٹرڈ کیا گیا تھا، اس کا مقصد لکھنؤ قصبے میں خالی جگہیں حاصل کرنا اور انہیں اس کے اراکین کو الاٹ کرنا تھا تاکہ وہ اپنے گھر بنا سکیں۔ اپیل کنندہ اس کا سرکردہ فروغ دہندہ تھا، اور حصص کی رقم کے ذریعے ممکنہ حصص یافتگان سے رقم جمع کرتا تھا۔ سوسائٹی کی پہلی مجلس عامہ 1-3-1949 پر منعقد ہوئی۔ اس مجلس میں، اپیل کنندہ کو اعزازی سکریٹری اور ایک سری منالال تیواری کو خزانچی منتخب کیا گیا۔ مؤخر الذکر نے استعفی دے دیا، ایک ایس سی ورما کو ان کی جگہ خزانچی مقرر کیا گیا۔ 22-4-1949 پر، مینجنگ کمیٹی کا اجلاس ہوا، جس میں اپیل کنندہ کو سوسائٹی کے کھاتوں اور اس کے فنڈز کو اس کے خزانچی کے حوالے کرنے کی ہدایت کی گئی۔ اپیل کنندہ نے سوسائٹی کے اراکین کے طور پر 38 افراد کی فہرست دی، ان میں سے 13 کی طرف سے ان کے حصص کی رقم کے طور پر جاری کردہ روانگی چیک، اور 3,500 روپے کی رقم ادا کی جو کہ اسے دیگر 25 اراکین سے حصص کی رقم کے طور پر موصول ہوئی تھی۔ اس کے بعد سوسائٹی نے کام نہیں کیا۔

16-7-1949 پر کچھ اراکین نے کوآپریٹو سوسائٹیوں کے رجسٹرار کو ایک خط لکھا جس میں اس بات کی نشاندہی کی گئی کہ سوسائٹی نے اپنے قیام کے بعد سے کام نہیں کیا ہے، اور کہا ہے کہ اس کے کھاتوں کی جانچ پڑتال کے لیے اور اگر ضروری ہو تو اسے ختم کرنے کے لیے اقدامات کیے جا سکتے ہیں۔ اس پر، دو اسسٹنٹ رجسٹراروں کے ذریعے سوسائٹی کے امور کی تحقیقات کی گئی، اور ان کی تاریخ کی 22-2-1950 اور 18-5-1950 کی رپورٹوں کی بنیاد پر اپیل کنندہ کے خلاف موجودہ استغاثہ شروع کیا گیا جس میں اس پر مجموعہ تعزیرات ہند 409 اور A-477 کے تحت الزام عائد کیا گیا۔ دفعہ 409 کے تحت الزام یہ تھا کہ اس نے سری چترویدی سے 500 روپے، ڈاکٹر او پی بھانتی سے 100 روپے اور ڈاکٹر آر ایس سیٹھ سے 100 روپے کی و دیگر رقم دسمبر 1948 میں حصص کی رقم کے طور پر حاصل کی تھی، اور یہ کہ اس نے اس کا غلط استعمال کیا تھا۔ دفعہ A-477 کے تحت الزام یہ تھا کہ سوسائٹی کے سکریٹری کے طور پر کام کرنے والے اپیل کنندہ نے منٹ بک، ایگزبٹ P-18 کو غلط قرار دیا، اس میں مذکورہ تین افراد سے موصول ہونے والی حصص کی رقم کو ظاہر کرنے سے گریز کیا۔ اپیل کنندہ کا دفاع یہ تھا کہ مذکورہ بالا تین رقوم اسے حصص کی الاٹمنٹ کے مقصد سے ممکنہ سیکرٹری کے طور پر ادا نہیں کی گئیں، بلکہ سوسائٹی کے اچھے کام کرنے کی صورت میں حصص کی خریداری کے لیے اس کی انفرادی صلاحیت میں اس کے پاس جمع کی گئیں۔

دفعہ 409 کے تحت جرم کی سماعت تشخیص کاروں کی مدد سے کی گئی تھی اور دفعہ A-477 کے تحت فیصلہ ساز کمیٹی کی مدد سے وہی افراد جو تشخیص کاروں اور جج دونوں کے طور پر کام کر رہے تھے، اور انہوں نے دونوں دفعات کے تحت الزامات کے حوالے سے قصوروار نہ ہونے کا فیصلہ واپس کیا۔ سیشن جج نے دفعہ A-477 کے تحت فیصلہ ساز کمیٹی کے فیصلے سے اختلاف کرتے ہوئے مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 307 کے تحت معاملہ عدالت عالیہ کو بھیج دیا۔ انہوں نے دفعہ 409 کے تحت الزام کے حوالے سے تشخیص کاروں کی رائے سے بھی اختلاف کیا، اور کہا کہ اپیل کنندہ مجرم ہے اور اسے چار سال کی قید با مشقت اور ایک ہزار روپے جرمانے کی سزا سنائی۔ اس سزا کے خلاف، اپیل کنندہ نے عدالت عالیہ میں اپیل کو ترجیح دی۔ دفعہ 307 کے تحت حوالہ اور اپیل دونوں کی سماعت عدالت عالیہ نے ایک ساتھ کی، جس نے سیشن جج سے اتفاق کیا کہ اپیل کنندہ نے تین رقوم حصص کی

رقم کے طور پر اور سکریٹری کی حیثیت سے حاصل کی تھیں، اور اسی کے مطابق دفعہ 409 کے تحت اس کی سزا اور سیشن جج کی طرف سے منظور کردہ سزا کی تصدیق کی۔ فیصلہ ساز کمیٹی کے فیصلے سے اختلاف کرتے ہوئے، اس نے اسے دفعہ 477-A کے تحت بھی مجرم قرار دیا اور اسے دو سال کی قید بامشقت کی سزا سنائی۔ اس فیصلے کے خلاف خصوصی اجازت کے ذریعے موجودہ اپیل کی ہدایت کی گئی ہے۔

جناب تواکلے نے سب سے پہلے دلیل دی کہ نچلی عدالتوں کا یہ نتیجہ کہ سری چترویدی، ڈاکٹر بھانتی اور ڈاکٹر سیٹھ کی طرف سے ادا کی گئی رقم حصص کی رقم کے طور پر ادا کی گئی تھی، غلط تھا، اور اس دلیل کی حمایت میں ان میں سے ایک، ڈاکٹر سیٹھ کی طرف سے 3 مئی 1951 کو اپیل کنندہ کو لکھے گئے خط پر انحصار کرتا ہے۔ (نمایاں D-5) جس میں یہ کہا گیا تھا کہ رقم اس واضح تفہیم پر ادا کی گئی تھی کہ اگر سوسائٹی چلتی ہے تو اسے ایک حصہ مختص کیا جائے گا اور بصورت دیگر رقم واپس کر دی جائے گی۔ یہ خط رجسٹرار کی طرف سے کارروائی کیے جانے کے کافی عرصے بعد لکھا گیا تھا، اور نچلی عدالتوں نے اسے زیادہ اہمیت نہیں دی۔ دوسری طرف، ڈاکٹر سیٹھ نے خود ان کارروائیوں میں ثبوت پیش کیے جو نمایاں D-5 کو اس کی قیمت سے بہت زیادہ محروم کرتا ہے۔ نمایاں P-10 سری چترویدی کی رسید ہے۔ اس میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ سوسائٹی میں پانچ حصص کے لیے 500 روپے حصص کی رقم کے طور پر موصول ہوئے تھے۔ سری چترویدی اور ڈاکٹر بھانتی دونوں کو سوسائٹی کے صدر اور مینیجنگ کمیٹی کے اراکین کے انتخاب کے لیے یکم مارچ 1949 کو ہونے والی سوسائٹی کی مجلس عامہ میں شرکت کے لیے نوٹس بھی جاری کیے گئے تھے، اور ڈاکٹر سیٹھ اور ڈاکٹر بھانتی نے حقیقت میں اس میں شرکت کی تھی۔ سری چترویدی اور ڈاکٹر بھانتی نے بھی اس بات کا ثبوت دیا ہے کہ انہوں نے صرف حصص کے سرمائے کے طور پر رقم ادا کی۔ نچلی عدالتوں نے مذکورہ بالا شواہد کو قبول کیا، اور فیصلہ دیا کہ اپیل کنندہ کو اس کی انفرادی حیثیت میں رقم ادا نہیں کی گئی تھی۔ خصوصی اپیل میں اس نتیجے کو پریشان کرنے کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔

اب یہ ضروری ہے کہ جناب تواکلے کی طرف سے اس اپیل کی حمایت میں قانون کے متعدد تنازعات سے نمٹا جائے۔ ان کی پہلی دلیل تھی کہ جب سیشن جج فیصلہ ساز کمیٹی کے فیصلے سے اور

تشخیص کاروں کی رائے سے متفق نہیں تھے تو انہیں پورا مقدمہ عدالت عالیہ کے فیصلے کے لیے دفعہ 307 کے تحت بھیجنا چاہیے تھا نہ کہ صرف اس کا وہ حصہ جو دفعہ 477-A کے تحت الزام سے متعلق ہے، اور یہ کہ ایسا کرنے میں ان کی ناکامی نے سزا کو ذائل کر دیا۔ انہوں نے استدلال کیا کہ جب ایک ہی حقائق دو الگ الگ جرائم کی تشکیل کرتے ہیں جن میں سے ایک ججوں کی مدد سے قابل سماعت ہے اور دوسرا تشخیص کاروں کے ساتھ، اور ملزم پر دونوں کا الزام عائد کیا جاتا ہے، تو دفعہ 307 کے تحت حوالہ دونوں الزامات سے متعلق ہونا چاہیے، اگر ایک ہی معاملے کے حوالے سے مختلف عدالتوں کے متضاد نتائج سے بچنا ہے۔ اس نے پوچھا کہ کیا ہو گا، اگر موجودہ معاملے میں، اپیل کنندہ نے دفعہ 409 کے تحت اپنی سزا کے خلاف اپیل دائر نہیں کی، لیکن عدالت عالیہ دفعہ 307 کے تحت حوالہ میں اس نتیجے پر پہنچی کہ سری چترویدی، ڈاکٹر بھانتی اور ڈاکٹر سیٹھ نے اپیل کنندہ کو حصص کی رقم کے طور پر رقم ادا نہیں کی، اور یہ کہ اس نے دفعہ 477-A کے تحت کوئی جرم نہیں کیا ہے؟ سیشن جج کے اس نتیجے کی بنیاد پر کہ ان رقوم کو حصص کی رقم کے طور پر ادا کیا گیا تھا، دفعہ 409 کے تحت اپیل کنندہ کی سزا برقرار رہے گی، اس کے باوجود کہ یہ عدالت عالیہ کے فیصلے کے خلاف ہو گی۔ اس بے ضابطگی سے بچا جا سکتا ہے، یہ استدلال کرتے ہوئے کہ دفعہ 307 کے تحت حوالہ پورے معاملے کا ہونا چاہیے۔

ایمپرر بنام ہریہ دھوبی (1) کے مشاہدات پر انحصار کو اس دلیل کی حمایت میں رکھا گیا ہے۔ ہم اس دلیل سے متفق نہیں ہو سکتے۔ اگر سیشن جج کے ذریعہ اپنائے گئے طریقہ کار کو غیر قانونی قرار دیا جانا ہے، تو یہ صرف اس بنیاد پر ہو سکتا ہے کہ اس نے قانون کی کسی شق کی خلاف ورزی کی ہے جس کے تحت اسے پورے معاملے کو عدالت عالیہ میں بھیجنے کی ضرورت ہے۔ یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ اس معاملے سے متعلق قانون کی واحد شق دفعہ 307 ہے۔ لیکن یہ دفعہ صرف فیصلہ ساز کمیٹی کی مدد سے مقدمات پر لاگو ہوتا ہے۔ اس لیے سیشن عدالت میں اس دفعہ کے تحت عدالت عالیہ کے فیصلے کے لیے تشخیص کاروں کی مدد سے زیر سماعت مقدمات کو بھیجنے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ مندرجہ پچائے متھو کے معاملے میں (2) میں یہ نظریہ لیا گیا تھا، جہاں یہ فیصلہ دیا گیا تھا کہ اسسٹنٹ سیشن جج کو دفعہ 307 کے تحت پورے مقدمے کو عدالت عالیہ میں بھیجنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں ہے، کہ وہ خود ان الزامات کو نمٹائے جو تشخیص کاروں کی مدد سے قابل سماعت تھے، اور یہ کہ ان الزامات کے

حوالے سے حوالہ خراب تھا، اس فیصلے کی پیروی ایمپرر بنام لکمان گنگوٹا ([1]) میں کی گئی تھی۔ بمبئی عدالت عالیہ نے بھی کئی مقدمات میں یہی نظریہ اختیار کیا ہے: ایمپرر بنام کالی داس ([2])، ایمپرر بنام وینکٹ سنگھ ([3]) اور ایمپرر بنام چنباسپا ([4])۔ اس کے مطابق ہماری رائے ہے کہ سیشن جج نے قانون کی کسی شق کی خلاف ورزی نہیں کی تھی، اور جہاں تک اس کا تعلق دفعہ 409 کے تحت الزام سے ہے، خود اس معاملے کا فیصلہ کرنے میں کوئی غیر قانونی کام نہیں کیا تھا۔ اس معاملے میں مزید حقیقت یہ ہے کہ اپیل کنندہ نے سیشن جج کی طرف سے دفعہ 409 کے تحت اپنی سزا کے خلاف اپیل کو ترجیح دی، اور اس اپیل کی سماعت دفعہ A-477 کے تحت الزام کے سلسلے میں دفعہ 307 کے تحت حوالہ کے ساتھ کی گئی، اور یہ کہ ان دونوں کو ایک ہی فیصلے سے نمٹا دیا گیا تھا۔

اس کے بعد یہ دعوی کیا گیا کہ اپیل کنندہ کی اصل حیثیت ایک نوکر کی ہے نہ کہ کسی ایجنٹ کی، اور یہ کہ اس پر دفعہ 409 کے تحت نہیں بلکہ دفعہ 408 کے تحت الزام عائد کیا جانا چاہیے تھا۔ اپیل کنندہ کے خلاف الزام کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک سوسائٹی کے فروغ دہندہ کے طور پر اس نے سری چترویدی، ڈاکٹر بھانتی اور ڈاکٹر سیٹھ کی طرف سے ادا کی گئی رقوم قانونی طور پر وصول کیں، لیکن اس کے شامل ہونے کے بعد، جب وہ 22-4-1949 پر خزانچی کے حوالے کرنے اور منٹس بک میں حصص دار کے طور پر ان کے نام شامل کرنے میں ناکام رہا، تو اس نے دفعہ 409 اور 477-A کے تحت جرائم کا ارتکاب کیا۔ اب، سوسائٹی کے سیکرٹری کی حیثیت سے اپیل کنندہ کی حیثیت کیا ہے کہ اس نے کس حیثیت میں، نوکر یا ایجنٹ کے جرائم کا ارتکاب کیا؟ اس طرح دونوں کے درمیان فرق ہالسبری کے انگلینڈ کے قوانین، جلد 22، صفحہ 113، پیرا 192 میں بیان کیا گیا ہے:

"نوکر مالک کے براہ راست کنٹرول اور نگرانی میں کام کرتا ہے، اور اپنے کام کے دوران اسے دیئے گئے تمام معقول احکامات کی تعمیل کرنے کا پابند ہوتا ہے۔................ اگرچہ کوئی ایجنٹ ان تمام قانونی ہدایات کے مطابق اپنے اختیار کا استعمال کرنے کا پابند ہے جو اسے وقتاً فوقتاً اس کے پرنسپل کی طرف سے دی جاتی ہیں، لیکن اس کے استعمال میں وہ مقر کے براہ راست کنٹرول یا نگرانی کے تابع نہیں ہے۔"

سوسائٹی کے سیکرٹری کی حیثیت سے اپیل کنندہ کے فرائض کی نوعیت کو مد نظر رکھتے ہوئے، ہماری واضح رائے ہے کہ اس کی حیثیت ایک ایجنٹ کی تھی نہ کہ نوکر کی۔ مزید بر آں، آیا اپیل کنندہ پر دفعہ 408 یا دفعہ 409 کے تحت فرد جرم عائد کی جانی چاہیے، موجودہ معاملے میں اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے، جیسا کہ دفعہ 409 کے تحت اس پر عائد سزا۔ دفعہ 408 کے تحت بھی چار سال کی قید بامشقت بر قرار رکھی جاسکتی ہے۔ اپیل کنندہ کی طرف سے یہ دلیل دی گئی کہ دفعہ 408 کے تحت ایک جرم فیصلہ ساز کمیٹی کی مدد سے قابل سماعت ہے، جبکہ دفعہ 409 کے تحت تشخیص کاروں کی مدد سے قابل سماعت ہے، اور یہ کہ اسے تعصب کا سامنا کرنا پڑا ہے کہ وہ فیصلہ ساز کمیٹی کے ذریعے مقدمے کا فائدہ کھو چکا ہے۔ لیکن یہ اعتراض ٹرائل عدالت میں نہیں لیا گیا، اور اب کھلا نہیں ہے۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 536 کے ذریعے۔

اس کے بعد یہ دعوی کیا جاتا ہے کہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 234 کی خلاف ورزی ہوئی ہے جس میں اپیل کنندہ پر دفعہ 409 کے تحت تین اور دفعہ 477-A کے تحت ایک جرم کا الزام عائد کیا گیا تھا۔ لیکن معاملہ دفعہ 235 کے تحت چلتا ہے، کیونکہ دفعہ 409 اور 477-A کے تحت کئی جرائم ایک ہی عمل سے پیدا ہوتے ہیں اور ایک ہی لین دین کا حصہ بنتے ہیں۔ مزید بر آں، اپیل کنندہ دفعہ 537 کے مطابق کوئی تعصب ظاہر کرنے میں ناکام رہا ہے۔ اس اعتراض کو اسی کے مطابق مسترد کیا جانا چاہیے۔

آخر کار یہ دعوی کیا گیا کہ دفعہ 342 کے تحت اپیل کنندہ کی کوئی مناسب جانچ نہیں کی گئی تھی، اور اس لیے سزا غیر قانونی تھی۔ یہ اعتراض نچلی عدالتوں میں نہیں اٹھایا گیا تھا، اور اس عدالت میں اضافی کارروائی کے ذریعے اٹھایا جانا چاہیے۔ ہمیں اس اعتراض میں کوئی بنیاد نظر نہیں آتی۔

نتیجے میں یہ اپیل ناکام ہو جاتی ہے اور اسے مسترد کر دیا جاتا ہے۔